(نوے فیصد سے زیادہ) مسلمانوں پر مشتمل ہے اور صرف چند فیصد عیسائی پائے جاتے ہیں، مگر اُنہیں پورے شہری حقوق حاصل ہیں، نیز عیسائیوں کا پرسنل لاء الگ تحریری طور پر موجود ہے اور حکومت اِس میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتی۔ اِس سلسلے میں تاریخی طور پر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مسلم ادوار میں غیر مسلموں کے حقوق باقاعدہ اور منظور شدہ تھے جن کی تفصیل فقہ کی قدیم ترین کتابوں میں بھی موجود ہے۔

بابا شنودہ ثالث نے فصیح عربی میں تقریر کی۔ مصر میں عیسائیوں کی مادری زبان بھی عربی ہے اور وہ بڑی روانی کے ساتھ عربی بولتے ہیں۔ پوپ موصوف نے اپنی تقریر کی ابتداء ''بسم اللہ'' سے کی اور اللہ تعالیٰ کو واحد اور احد قرار دیا (بسم اللہ الواحد الاحد الذی ---)۔ موصوف نے اپنی تقریر میں اِس بات پر زور دیا کہ آج انٹرنیٹ کا دور ہے اور اِس سے بہت سے کام لیے جاسکتے ہیں جن میں سے ایک تہذیبوں کا تبادلہ بھی ہے۔ لہٰذا آج ضرورت اِس بات کی ہے کہ اس جدید ترین ذریعہ مواصلات سے ہم اپنی تہذیب سے دوسروں کو آگاہ کرائیں اور انگریزی، فرنچ، جرمن، اطالوی اور اسپینی جیسی زبانوں میں اِس طرح کے پروگرام پیش کریں۔

موصوف نے مشرقی اقدار اور متحدہ قومیت کی وکالت کرتے ہوئے کہا کہ ہم کو صرف عربی زبان ہی میں محصور ہو کر نہ رہ جانا چاہیے، بلکہ ہمارے پاس جو تہذیبی اقدار ہیں، اُن کو دوسروں تک پہنچانا چاہیے۔ اگر دوسروں کے پاس سائنس اور ٹیکنالوجی ہے تو ہمارے پاس اقدار و اخلاق کا سرمایہ موجود ہے۔ اُنھوں نے مزید کہا کہ آج مغرب میں حریت اور آزادی کا غلط مفہوم لیا جارہا ہے، لہٰذا ہمارے نوجوانوں کو گمراہ کن نظریات کی پیروی نہیں کرنا چاہیے۔''

پاکستان: مجوزہ ''پندرہویں آئینی ترمیم'' کی قومی اسمبلی میں منظوری۔ مسیحی ردعمل

[قومی اسمبلی نے مجوزہ ''پندرہویں آئینی ترمیم'' اکتوبر ۱۹۹۸ء کو ۱۶ کے مقابلے میں ۱۵۱ ووٹوں سے منظور کرلی ہے۔ دس اقلیتی ارکان میں سے پانچ نے ترمیم کے حق میں ووٹ

دیا، جب کہ ایک رکن طارق سی۔ قیصر ایوان میں نہیں آئے، اور باقی چار نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ رائے شماری میں حصہ نہ لینے والوں میں رانا چندر سنگھ، پیٹر جان سہوترا، روفن جولیس، کشن چند پڑوانی اور سائمن جیکب شامل ہیں۔

واضح رہے کہ آئین میں ترمیم کے طریق کار سے متعلق دفعہ -۲۳۹ میں جن ذیلی دفعات کا اضافہ تجویز کیا گیا تھا، خود حکومت نے یہ ذیلی دفعات واپس لے لی تھیں، تاہم قومی اسمبلی میں ''پندرہویں آئینی ترمیم'' کی منظوری پر مسیحی ردعمل سامنے آرہا ہے۔ مسیحی اور بعض دوسرے ذرائع سے چند تحریریں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔ (مدیر)]

(۱)

راولپنڈی اور اسلام آباد کی پچاس سے زائد مذہبی، سماجی، یوتھ، ثقافتی اور سیاسی تنظیموں نے [آئین] پاکستان میں پندرہویں ترمیم کو یکسر مسترد کر دیا۔ مہمان خصوصی رکن قومی اسمبلی اور سابق وزیر مملکت اقلیتی امور حکومت پاکستان پیٹر جان سہوترا نے اپنے خطاب میں کہا: ''اگرچہ حکومت نے قومی اسمبلی میں دو تہائی اکثریت سے شریعت بل پاس کرا لیا ہے، لیکن اقلیتی ممبران نے دو تہائی اکثریت سے اِسے مسترد کر دیا ہے۔ ہم ممبران سینیٹ سے رابطہ کر رہے ہیں تاکہ سینیٹ میں اسے پاس ہونے سے روکا جائے۔'' انہوں نے مزید کہا کہ میں پہلے مسیحی اور پھر مسلم لیگی ہوں۔ انہوں نے اقلیتی عوام کو یقین دلایا کہ اب ہم مسیحی عوام سے قربانی نہیں مانگیں گے، بلکہ اقلیتی ممبران قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی خود قربانی دیں گے۔

جانسن مائیکل ایم-پی-اے (پنجاب) نے اپنے پیغام میں کہا: ''میں پندرہویں ترمیم کے سلسلے میں قوم کے ساتھ ہوں، اور اِس ترمیم کو مکمل طور پر مسترد کرتا ہوں اور اس کو ختم کرنے کے لیے ہر تحریک چلانے کے لیے تیار ہوں۔

پندرہویں ترمیم کے سلسلے میں فادر جیکب ڈوگرہ نے اپنے خطاب میں کہا: ''میں مسیحی قوم کے ساتھ ہوں۔ میں نے کبھی شریعت بل کی حمایت نہیں کی۔ مجھے افسوس ہے کہ مولانا عبدالقادر آزاد جیسے عالم دین نے میری تقریر کو توڑ مروڑ کر پیش کیا اور اخبار اور ٹی-وی نے بھی اس سلسلہ میں بہت کچھ کہا۔ میں قوم کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ہم پندرہویں ترمیم کے حق

میں نہیں ہیں۔ ہم مکمل طور پر اِس کو مسترد کرتے ہیں۔''

نیشنل مسیحی - مسلم رابطہ کمیشن کے جنرل سیکرٹری فادر جیمز چنن نے اپنے خطاب میں کہا: ''ہم پندرہویں ترمیم کو مکمل طور پر مسترد کرتے ہیں۔'' مختلف قرار دادوں کے ذریعے ممبران قومی اسمبلی کو اپنے تعاون کا یقین دلایا گیا۔ اِس موقع پر ایک نام نہاد مسیحی تنظیم کی طرف سے شریعت بل کی حمایت کی پُرزور مذمت کی گئی اور حکومت وقت کی طرف سے راولپنڈی کے ۵۷ سے زائد مسیحیوں کے خلاف مئی ۱۹۹۸ء میں قائم جھوٹے اور بے بنیاد مقدمات کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا۔ فادر جیمز چنن نے مسیحی قوم کے نام ایک پیغام میں اپنے تعاون کا یقین دلایا اور کہا کہ پندرہویں ترمیم کے خلاف ہماری جدوجہد جاری رہے گی۔ بشپ فادر البرٹ نے کہا: ''میں پاکستان میں ہر قسم کے کالے اور امتیازی قانون کے خلاف ہوں۔ ہمیں اِس سے نجات حاصل کرنے کے لیے جدوجہد جاری رکھنا ہوگی۔'' (ماہنامہ ''شاداب''، اکتوبر ۱۹۹۸ء، صفحات ۱۹-۲۰)

(۲)

☆ شریعت بل کے نام پر اشتعال انگیزی

وزیراعظم پاکستان محمد نواز شریف نے قومی اسمبلی سے مسلم لیگی اراکین اسمبلی کی اکثریت کے بل بوتے پر شریعت بل منظور تو کرا لیا، لیکن اسے وطن عزیز کے عوام کی اکثریت سے نہ منوا سکے جن میں خواتین اور اقلیتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حقیقتِ حال تو یہ ہے کہ ماسوائے مسلم لیگ کے تقریباً تمام قابلِ ذکر سیاسی پارٹیوں نے شریعت بل کے نفاذ کے حوالے سے شک و شبہ کا اظہار کیا ہے جن میں پاکستان پیپلز پارٹی، تحریک انصاف، سندھ سے ایم کیو ایم، سرحد کی اے این پی، بلوچستان سے جمہوری وطن پارٹی، تحریک استقلال اور دیگر مذہبی اور سیاسی جماعتیں شامل ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو شریعت بل صرف برسراقتدار پارٹی مسلم لیگ کا "BABY" ہے جسے اور کوئی گود لینے کے لیے تیار نہیں۔ یہاں تک کہ مسلم لیگی اراکین اسمبلی نے بھی جس تاریخی جبر کے تحت اس بل کو منظور کیا ہے، وہ اس کا حال خود جانتے ہیں یا ان کا خدا جانتا ہے جس کی ایک مثال خورشید محمود قصوری ہیں۔ جنہوں نے چند ترامیم کے حوالے سے بالآخر بل کی منظوری پر دستخط کر دی۔ خواتین اور خصوصاً اقلیتی اور روشن خیال حلقوں نے شریعت بل کو وطن عزیز کے سپریم لاء کی حیثیت سے قبول کرنے

سے یکسر انکار کر دیا ہے۔ ان کا موقف یہ ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کو اس کی اصل روح کے مطابق بحال کیا جائے تو اس میں پہلے ہی سے اسلامی قوانین کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اور پھر نیا شریعت بل آئینِ پاکستان کے بنیادی شہری حقوق کی شقوں ہی سے متصادم نہیں، بلکہ اسلام کی حقیقی روح کے بھی منافی ہے جس کے مطابق لااکراہ فی الدین کا سنہری اصول اسلامی معاشرہ کی بنیاد ہے۔ حق و انصاف کی بات بھی یہی ہے کہ کسی مخصوص فقہ اور شرعی قوانین کو کسی جمہوری ریاست میں بالجبر نافذ نہیں کیا جاسکتا۔ پھر یہ عمل قائداعظم کے نظریہ پاکستان کے بھی خلاف ہوگا جس کا اظہار انہوں نے پاکستان دستور ساز اسمبلی میں ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کی تاریخ ساز تقریر میں کیا تھا۔

آج محض ایک جماعت اور ایک گروہ کو تاحین حیات برسر اقتدار رکھنے کے لیے پاکستان کے مختلف مذاہب و ادیان اور مسالک کے عوام میں شریعت بل کے نام پر نفاق و افتراق پھیلانے کی مذموم سازش کی جارہی ہے۔ وطن عزیز کی یہ انتہائی بدقسمتی ہے کہ یہاں تقریباً ہر سیاسی جماعت نے مذہب کا سہارا لے کر پاکستانیوں کے جمہوری اور انسانی حقوق کے استحصال کا عمل جاری رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں جمہوری ثقافت کی روایت فروغ پذیر نہیں ہوسکی۔ گویا ؎

امیر شہر غریبوں کو لوٹ لیتا ہے کبھی بہ حیلہ مذہب کبھی بنام وطن

قائداعظم نے اس ملک کا نام ڈیموکریٹک ری پبلک آف پاکستان رکھا تھا بعد میں آنے والوں نے اس کو کیا سے کیا بنادیا۔ آج اسمبلی سے شریعت بل منظور کرانے کے بعد سینیٹ سے اسے منظور کرانے کے لیے رائے عامہ کو سینیٹ کے خلاف اکسایا ہی نہیں، بلکہ باقاعدہ اشتعال دلایا جارہا ہے۔ حال ہی میں خبر آئی ہے کہ ۴۲ اراکین سینیٹ نے اس عزم کا اعادہ کیا ہے کہ وہ کسی حالت اور کسی قیمت پر بھی شریعت بل کی منظوری نہیں دیں گے، خواہ انہیں اس کی کتنی بڑی قیمت ہی کیوں نہ ادا کرنی پڑے۔ اس کے جواب میں صاحب اقتدار جماعت اور اس کے سربراہ سینیٹ کے اراکین اور ان اراکین اسمبلی کے خلاف رائے عامہ کو گھیراؤ جلاؤ پر اکسا رہے ہیں جنھوں نے شریعت بل پر دستخط نہیں کیے یا آج ان کی مخالفت کی ہے۔ اس قسم کی اشتعال انگیزی مختلف مسالک اور مذاہب کے درمیان مزید کشیدگی اور دوری پیدا کرنے کا باعث ہوگی جس کا وطن عزیز متحمل نہیں ہوسکتا۔ پاکستان پہلے ہی گوناگوں مسائل اور بحرانوں

کا شکار ہے، اسے مزید مذہبی انارکی کے حوالے کرنا پاکستان دشمنی کے مترادف ہوگا جبکہ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ وطن عزیز کے تمام شہریوں کے درمیان محبت، اخوت اور خیر سگالی کے جذبات کو فروغ دیا جائے۔ آپس میں افہام و تفہیم اور ڈائیلاگ کے ذریعے ہر قسم کے نفاق و افتراق کو ختم کرنے کی سعی کی جائے۔ تمام ادیان اور مذاہب و مسالک کے لوگوں کو وطن عزیز میں امن و امان اور سلامتی سے زندگی بسر کی سامان مہیا کیے جائیں کہ اب پاکستان مزید بحرانوں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ امید ہے کہ حکمران طبقہ ہماری گزارشات پر ضرور توجہ دے گا۔ (ماہنامہ ''شاداب'' نومبر ۱۹۹۸ء)

(۳)

''جسٹس اینڈ پیس کمیشن'' کے زیر اہتمام ''پندرہویں آئینی ترمیمی بل کے اثرات'' کے موضوع پر ایک سیمینار کا انعقاد ہوا (ملتان: ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۸ء)۔ سیمینار کے شرکاء نے کچہری چوک - ملتان میں ترمیمی بل کے خلاف مظاہرہ بھی کیا۔

مسیحی تنظیم کے اِس سیمینار میں ''پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق''، ایمنسٹی انٹرنیشنل (ملتان شاخ) اور ''پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ ملتان'' کے نمائندوں کے علاوہ مسیحی کارکنوں نے شرکت کی۔ سیاسی جماعتوں میں سے ''تحریک انصاف'' (ویمن ونگ) کی مقامی رہنما شریک ہوئیں۔ سیمینار کے اختتام پر حسب ذیل قرارداد منظوری کی گئی:

''آج کے سیمینار کے مقررین اور شرکاء کی عمومی رائے کے مطابق پندرہواں آئینی ترمیمی بل، پاکستان کے وفاقی جمہوری نظام کو سبوتاژ کردے گا، جس کے نتیجے میں نہ صرف ریاستی ڈھانچے کو نقصان پہنچے گا، بلکہ عوام کی عام زندگی بھی شدید متاثر ہوگی۔ اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے، سیمینار کے شرکاء اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ پندرہواں آئینی ترمیمی بل فوری طور پر واپس لیا جائے۔

اس سیمینار کے شرکاء اس بات پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہیں کہ قومی اسمبلی میں اپوزیشن اراکین کی رائے کو جس طرح نظر انداز کیا گیا، وہ نہ صرف جمہوری پارلیمانی اصولوں کے خلاف ہے، بلکہ ایک گروہ کی آمریت کے قیام کی نشاندہی کرتا ہے۔

سیمینار کے شرکاء ایوان بالا کے تمام اراکین سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ پاکستانی عوام کو تقسیم کرنے کی حکومتی سازش کو مکمل طور پر مسترد کردیں اور حکومتی پندرہویں آئینی ترمیمی

بل کی منظوری نہ دیں۔"(ماہنامہ "جہد حق"-لاہور، دسمبر ۱۹۹۸ء)

مسیحی - مسلم گول میز کانفرنس

پروفیسر محمد طاہر القادری چیئرمین "پاکستان عوامی تحریک" کی دعوت پر ۹ نومبر ۱۹۹۸ء کو "سنٹرل سیکرٹریٹ منہاج القرآن (لاہور)" میں مسیحی - مسلم گول میز کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ اِس میں پروفیسر محمد طاہر القادری کے ساتھ تقدس مآب بشپ سموئیل رابرٹ عزارایاہ (موڈریٹر بشپ چرچ آف پاکستان) شریک ہوئے۔

کانفرنس کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت و ترجمہ سے ہوا۔ بائبل کا اقتباس بھی پڑھا گیا۔
پروفیسر محمد طاہر القادری نے اپنے خطاب میں گول میز کانفرنس کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ پہلی کانفرنس ہے جو مسلم برادری کی جانب سے بلائی گئی ہے اور اس کا مقصد وحید مسیحیوں اور مسلمانوں کے درمیان مشترکہ اقدار اور مذہبی ورثے کا اعتراف، باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو، اخوت اور افہام و تفہیم کے فروغ اور غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے۔
جناب پروفیسر صاحب نے اِس موقع پر ایک مشترکہ پلیٹ فارم کے قیام کی ضرورت پر زور دیا اور مشترکہ پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا۔

مسیحیوں کی جانب سے تقدس مآب بشپ سموئیل رابرٹ عزارایاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسیحی - مسلم اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے۔ بعد ازاں ایک تنظیمی ڈھانچہ ترتیب دیا گیا اور جناب کنول فیروز کی تجویز پر اِس کا نام "مسلم - کرسچن ڈائیلاگ فورم" رکھا گیا۔
فورم کے کنویز پروفیسر طاہر القادری اور ڈپٹی کنویز بشپ سموئیل عزارایاہ مقرر ہوئے ہیں۔
مسیحی - مسلم گول میز کانفرنس میں حسب ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔

(۱) کانفرنس مسلم و مسیحی برادری میں باہمی اعتماد اور مذہبی رواداری کے فروغ پر یقین رکھتی ہے۔ یہ کانفرنس اولاً پاکستان اور ثانیاً پوری دنیا میں مسلم و مسیحی برادری کو باہم مربوط کرکے امن، جمہوریت اور حقوق انسانی کے فروغ کے لئے مشترکہ جدو جہد کرے گی۔

(۲) اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء کے مطابق قرآن و سنت کی بالادستی کی دفعات کی موجودگی میں پندرہویں ترمیم غیر ضروری ہے، کیونکہ ترمیم کے ذریعے موجودہ